

# دین میں سند کی اہمیت اور انجینئر صاحب کی دوغلی پالیسی

## حافظ ابو یحییٰ نور پوری

ان الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده ، اما بعد ! فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا

بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ (سورہ حجرات: 6)

## دین میں سند کی اہمیت :

قرآن و سنت کی نصوص کو سامنے رکھ کر کسی بھی حدیث کو قبول کرنے کا محدثین نے ایک اصول و ضابطہ بنایا، اس ضابطے کی بنیاد سند پر ہے، سند سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث رسول ﷺ، اقوال صحابہ اور آثار محدثین ثابت ہیں کہ نہیں؟ جو سند صحیح ہوگی اس میں جو کچھ بیان ہو گا وہ ثابت ہو گا اور جو سند صحیح نہیں ہوگی اس میں بیان کردہ چیزیں غیر ثابت شدہ تسلیم کی جائیں گئیں۔ تو اس حوالے سے تابعین و محدثین کے چند اقوال پیش خدمت ہیں۔

①: عظیم الشان تابعی امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ المتوفی 110 ہجری (الجرح والتعديل 2/15 و سندہ صحیح) فرماتے ہیں:

إن هذا الحديث دين فانظروا عين تأخذوه

مفہوم: نبی ﷺ کے فرامین دین ہیں لہذا خوب غور و فکر کرو کہ یہ دین تم کن سے لے رہے ہو۔ ذرا غور کیا کرو کہ کیا بیان کرنے والے ثقہ راوی ہیں یا ضعیف؟ سند متصل ہے یا منقطع ہے؟

②: جلیل القدر محدث امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ المتوفی 125 ہجری (الکامل فی ضعفاء الرجال: 1/531) کے پاس

اسحاق بن فروہ آئے اور سند کے بغیر حدیثیں بیان کرنا شروع کر دی، امام صاحب غصے میں آکر کہنے لگے:

تجھے اللہ ہلاک کرے، تم اللہ پر کتنی جرات رکھتے ہو کہ بغیر سند کے اللہ کا دین نقل کر رہے ہو، ایسی حدیثیں بیان کر رہے ہو کہ جن کا کوئی سراپاؤں ہی نہیں!

(۳): عظیم المرتبت تابعی امام ہشام بن عروہ رحمہ اللہ المتوفی 146 ہجری (الجرح والتعديل 2/34 وسندہ صحیح) فرماتے ہیں:

إِذَا حَدَّثَكَ رَجُلٌ بِحَدِيثٍ فَقُلْ عَنْ هَذَا؟

مفہوم: جب بھی کوئی شخص آپ کوئی حدیث بیان کرے تو آپ اس سے سند کا مطالبہ کریں۔

(۴): شیخ الاسلام امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ المتوفی 181 ہجری (صحیح مسلم 1/15) فرماتے ہیں:

الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ

مفہوم: سند تو دین ہے، اگر سند نہ ہوتی جو کوئی بھی جو چاہتا کہتا رہتا، اس کو کوئی پوچھنے والا نہ ہوتا کہ کیا یہ بات ثابت ہے؟

(۵): مزید (صحیح مسلم 1/15) فرماتے ہیں:

بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ يَعْنِي الْإِسْنَادُ

مفہوم: ہمارے اور گمراہوں کے مابین فرق سند ہے، ہمارے پاس سند ہے ان کے پاس سند نہیں ہے۔

(۶): مزید (شرف اصحاب الحدیث 1/51) فرماتے ہیں:

مَثَلُ الَّذِي يَطْلُبُ أَمْرَ دِينِهِ بِإِسْنَادٍ كَمَثَلِ الَّذِي يَرْتَقِي السَّطْحَ بِلَا سُلَّمٍ

مفہوم: جو شخص بغیر سند کے دین کا کوئی مسئلہ حل کرنا چاہتا ہے وہ ایسے ہی جیسے چھت پر بغیر سیڑھی کے چڑھنا چاہتا ہے،

دین کا کوئی مسئلہ بھی بغیر سند کے معلوم نہیں ہو سکتا۔

(۷): امام یزید بن زریج رحمہ اللہ (المدخل: 1/30) فرماتے ہیں:

لِكُلِّ دِينٍ فَرْسَانٌ وَفَرْسَانُ هَذَا الدِّينِ أَصْحَابُ الْأَسَانِيدِ

مفہوم: ہر دین کے کچھ شاہ سوار ہوتے ہیں اور دین اسلام کے شاہ سوار سندوں والے ہیں (محدثین)۔

(۸): امام شافعی رحمہ اللہ (معرفۃ علوم الحدیث 1/6) فرماتے ہیں:

مفہوم: جو شخص دین کا علم بغیر سند کے حاصل کرتا ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص رات کے وقت جنگل میں لکڑیاں اکٹھی کرتا ہے، اسے پتہ نہ چلے اور اس کے ہاتھ میں سانپ آئے وہ اسے ڈھس لے، اور اسے پتہ ہی نہ چلے تو اسی طرح جو سند کا خیال نہیں کرتے وہ دین میں ایسی ٹھوکر کھاتے ہیں کہ جیسے ان کو سانپ نے ڈھس لیا ہو، ان کا عمل زہریلا ہو جاتا ہے، شرک و بدعت ان کے اندر آ جاتی ہے۔

⑨: قَالَ الْحَاكِمُ: سَمِعْتُ الشَّيْخَ أَبَا بَكْرٍ أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ الْفَقِيهَ وَهُوَ يُنَازِلُ رَجُلًا، فَقَالَ: الشَّيْخُ: حَدَّثَنَا فُلَانٌ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: دَعْنَا مِنْ حَدَّثِنَا، إِلَى مَتَى حَدَّثْنَا، فَقَالَ لَهُ الشَّيْخُ: «قُمْ يَا كَافِرُ، وَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَدْخُلَ دَارِي بَعْدَ هَذَا»، ثُمَّ انْتَفَتَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: «مَا قُلْتُ قَطُّ لِأَحَدٍ لَا تَدْخُلَ دَارِي إِلَّا لِهَذَا

امام حاکم رحمہ اللہ نے (معرفۃ علوم الحدیث 4/1) ایک واقعہ نقل کیا ہے اپنے استاد ابو بکر الفقیہ سے کہ وہ ایک شخص سے مناظرہ کر رہے تھے تو امام صاحب نے سند بیان کرنا شروع کی تو مد مخالف کہنے لگا کہ سیدھی طرح بات کریں یہ حدیثنا فلان کیا لگا رکھا ہے؟ تو امام صاحب غصے میں آکر کہنے لگے کہ اے کافر! یہاں سے اٹھ جاؤ اور آج کے بعد میرے گھر میں داخل ہونے کی تمہیں کوئی اجازت نہیں ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابو بکر الفقیہ رحمہ اللہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں نے آج تک کسی کو نہیں کہا کہ میرے گھر نہ آنا لیکن اس شخص نے دین اسلام کی بنیادوں کو ڈھانے کی کوشش کی اس لیے میں نے اسے کہا کہ آج کے بعد میرے گھر آنے کی تمہیں کوئی اجازت نہیں ہے۔

⑩: امام ابن حزم رحمہ اللہ (الفصل فی الملل 2/82) فرماتے ہیں:

ثقفہ سے ثقہ راوی نقل کرے بغیر انقطاع کے اور یہی متصل سلسلہ نبی ﷺ تک پہنچ جائے تو یہ خصوصیت تمام امتوں میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی ﷺ کی امت کو ہی دی ہے اور کسی امت کے پاس سند والی خصوصیت نہیں ہے، اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے سند کے سلسلے کو تروتازہ رکھا ہے، سند کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔

⑪: امام ابن صلاح رحمہ اللہ (مقدمہ ابن صلاح 1/255) فرماتے ہیں:

أَصْلُ الْإِسْنَادِ أَوَّلًا خَصِيصَةٌ فَاضِلَةٌ مِنْ خَصَائِصِ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَسُنَّةٌ بَالِغَةٌ مِنَ السُّنَنِ الْمَوْكَّدَةِ.

مفہوم: دین میں سند والی بنیاد اللہ تبارک و تعالیٰ نے صرف امت محمدیہ ﷺ کو ہی عطا فرمائی اور یہ اسی امت کی خصوصیت ہے۔

۱۲: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ (منہاج السنہ 7/37) فرماتے ہیں:

إِسْنَادُ مَنْ خَصَّاصِ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَهُوَ مِنْ خَصَّاصِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ هُوَ فِي الْإِسْلَامِ مِنْ خَصَّاصِ أَهْلِ السُّنَّةِ.

مفہوم: سند امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت ہے، یہ تو اسلام کی خصوصیت ہے، اسلام میں بھی صرف اہل سنت کی خصوصیت ہے۔

لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو سند سے بھاگتے ہیں کیونکہ سند تو ان کے اور ان کے مذہب کے گلے پڑتی ہے جیسا کہ: علامہ عینی حنفی (الہدایہ 5/372) فرماتے ہیں:

مفہوم: ہمارے علما کی یہ کوتاہی دیکھیں کہ صاحب ہدایہ نے (احناف کی معتبر ترین کتاب) ایک روایت کو بغیر سند کے ذکر کیا لیکن افسوس اس بات پہ ہے کہ شارحین ہدایہ بھی وہاں سے خاموشی سے اپنا دامن بچاتے ہوئے گزر گئے ہیں اس کی سند کے بارے میں کوئی بات ہی نہیں کی، اہل الرائے کے مقابلے میں جو محدثین ہیں وہ تو صحیح سند والی احادیث سے استدلال کرتے ہیں، کیا وہ ان بے سند روایات پر راضی ہونگے کہ جو ہمارے بزرگوں نے نقل کر دی ہیں؟

ملا علی قاری حنفی (موضوعات کبیر 1/125) فرماتے ہیں:

مفہوم: ہمارے جو علما ہیں ان کی نقل پر کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ان کا شمار محدثین میں نہیں ہوتا، ان کے پاس سند نہیں ہے۔ تو گویا ان کا یہ اعتراف ہے کہ ہمارے سلف سند کے حوالے سے بڑی کوتاہی میں رہے ہیں، ان کے پاس سند کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔

**ضعیف روایات کے بارے میں انجینئر صاحب کی آراء :**

لیکن انجینئر محمد علی مرزا صاحب دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ میں صحیح الاسناد احادیث ہی کوٹ کرتا ہوں اور پھر عنوان بھی یہی دیتے ہیں کہ صحیح الاسناد احادیث۔۔۔

اپنے پمفلٹ کے شروع میں لکھتے ہیں کہ فرقہ واریت کی لعنت سے بالاتر ہو کر، قرآن اور صحیح الاسناد احادیث کو حجت و دلیل ماننے اور جھوٹی، بے سند، تاریخی اور ضعیف الاسناد روایات سے بچنے والوں کے لیے یہ پمفلٹ لکھا گیا ہے۔

ہم اسی پمفلٹ میں سے کم از کم 6 روایات ایسی پیش کریں گے کہ جن میں مجہول راوی ہیں۔

انجینئر محمد علی مرزا صاحب کہتے ہیں کہ:

ضعیف روایات پر عمل کرنا اور اسے بیان کرنا گویا وقت ضائع کرنا ہے اور کسی بھی معاملے میں ضعیف روایت پیش نہیں کی جاسکتی، مزید مرزا صاحب کہتے ہیں کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے کہہ ہے کہ اگر اسی طرح ضعیف روایتوں کو بغیر ان کا ضعف بیان کیئے کتابوں میں لکھا گیا تو اس امت کا بیڑا غرق ہو جائے گا اور جو بندہ بغیر بیان کیئے کہ یہ ضعیف روایت ہے ایسی روایت بیان کرے تو وہ لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے، کیا صحیح الاسناد روایات ختم ہو گئی ہیں کہ ضعیف بیان کی جا رہی ہیں؟ اور انجینئر صاحب کہتے ہیں کہ جو شخص ضعیف اور صحیح روایات ملا کر بیان کرتا ہے وہ صرف اس لیے ایسا کرے گا کہ تاکہ لوگ کہیں کہ بڑی روایتیں جمع کی ہیں جو شخص ایسا کرے گا اسے علم کا کچھ حصہ بھی نصیب نہیں ہو گا۔

مسند احمد کی 21771 نمبر روایت کو ہم بھی ضعیف کہتے ہیں اور انجینئر صاحب نے بھی اسے ضعیف کہا ہے ان کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

یہ روایت جعلی ہے کیونکہ اس میں حسن بصری رحمہ اللہ کی تدلیس ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مدلس راوی کی روایت بغیر سماع کے جعلی ہوتی ہے، تو آج ہم بتائیں گے کہ اس پمفلٹ میں کتنی جعلی روایات ہیں۔

## انجینئر صاحب کی دوغلی پالیسی۔

انجینئر صاحب آپ بھی اللہ سے ڈریں، آپ امت کا بیڑا غرق کیوں کر رہے ہیں؟ آپ نے کیوں بغیر وجہ ضعف ذکر کیئے صحیح الاسناد کا عنوان دے کر پمفلٹ میں ایسی روایات ذکر کی ہیں؟ آپ نے لوگوں کو کیوں دھوکہ دیا؟ کیا صحیح الاسناد روایات ختم ہوئی تھیں جو آپ کو ضعیف روایات اس پمفلٹ میں ذکر کرنے کی ضرورت پڑی؟

آپ نے جو کہا ہے کہ اس پمفلٹ میں 200 احادیث جمع کی ہیں تو امام مسلم رحمہ اللہ کے بقول آپ کو بھی علم کا کچھ حصہ بھی نصیب نہیں ہوا، آپ تو امام مسلم رحمہ اللہ کے بقول جاہل ہیں۔

## انجینئر صاحب کی ضعیف روایات۔

1: پہلے روایت جو کہ انجینئر صاحب کے پمفلٹ B5 کے صفحہ نمبر 14 پہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ کے دشمن بہت زیادہ تھے انہوں نے ان کے عیب تلاش کیے لیکن نہ کر سکے۔۔ الخ۔۔

تبصرہ 1: اس کی سند میں **ابو طالب العشاری** ہے، اس کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے سماع میں باطل چیزیں داخل کر دی گئی تھیں، ایسی چیزیں جو من گھڑت تھیں اور اس کا ضبط خراب ہو گیا تھا۔

2: **ابو الحسین ابراہیم بن بیان**

3: **ابو سعید خرقی** مجہول ہیں، ان کی کوئی توثیق محدثین سے منقول نہیں ہے۔

2: دوسری روایت: امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ کی فضیلت میں کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔  
تبصرہ: بجائے اس کے کہ آپ اس کی سند پیش کرتے آپ نے فتح الباری کا حوالہ پیش کر دیا، کیا فتح الباری میں جتنی روایات ہیں خواہ باسند ہیں یا بے سند وہ سب صحیح ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو پھر منافقت کیوں؟ جو بات آپ کو اپنے مطلب کی لگی وہ آپ نے لے لی اور بغیر سند کے ہی قبول کر لی، جبکہ اس کی سند میں **یعقوب بن یوسف بن معقل** کی توثیق ثابت نہیں ہے یعنی یہ مجہول راوی ہے۔

3: تیسری روایت: اسی پمفلٹ کے صفحہ 14 پہ امام نسائی رحمہ اللہ کا واقعہ نقل کیا ہے۔۔

تبصرہ: شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ صاحب آپ ک بقول وہ حق گو عالم دین تھے انہوں نے بھی اس واقعے کو غیر ثابت شدہ لکھا ہے، اس کی سند میں **بعض مشائخ** مجہول ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میرے مشائخ نے مجھے بات بتائی۔۔ وہ کون ہیں؟ کوئی علم نہیں، دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ مبہم ہیں

4: چوتھی روایت: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رجوع آپ نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی ہے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی تو کی ہے، اب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ادب و احترام کرنا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دل میں رنج رکھنا یہ انصاف نہیں ہے۔۔ اس بات پر انجینئر صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اس غلطی سے رجوع کر لیا تھا اور توبہ کر لی تھی۔

تبصرہ: اس روایت کی سند میں **اسماعیل بن ابی خالد** مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

5: پانچویں روایت: اسی پمفلٹ کے صفحہ 17 پہ یہ روایت نقل کی کہ علی رضی اللہ عنہ قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔

تبصرہ: 1: اس روایت کی سند میں **ابو سعید تمیمی** راوی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف و متروک ہے۔

2: اور اس کی سند میں **ابو ثابت مولیٰ ابی ذر** بھی مجہول ہے۔

6: چھٹی روایت: صفحہ 23 پر بنو امیہ کے حکمران عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے پہلے لوگ منبروں پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کرتے تھے، جب عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ حاکم بنے تو انہوں نے اس کام کو ختم کروایا۔

تبصرہ: اس روایت کی سند میں **ابو مخنف لوط بن یحییٰ** راوی کذاب، رافضی ہے۔

7: ساتویں روایت: صفحہ 23 پر حدیث نمبر 45 کے تحت آپ نے لکھی ہے کہ عبد اللہ الجدلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبروں پہ گالیاں دی جاتی ہیں، میں نے کہا کہ اللہ کی پناہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کوئی مسلمان گالی دے سکتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔۔ الخ

تبصرہ: اس کی سند کو شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ صاحب نے ضعیف کہا ہے شبہ انقطاع کی وجہ سے، انہوں نے اپنے رسالہ الحدیث 100 میں صفحہ 21 پر بتایا ہے کہ یہ روایت منقطع ہے۔

8: آٹھویں روایت: صفحہ نمبر 23 پر روایت کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے تلبیہ سے روک دیا تھا۔

تبصرہ: اس کی سند میں **خالد بن خالد قطوانی** اگرچہ حسن الحدیث ہے لیکن جب کوفیوں سے روایت کرے تو اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

9: نویں روایت: صفحہ 24 پر سنن ابی داؤد کی روایت جس میں ہے کہ سیدنا مقدم رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کوئی مصیبت ہے کہ جس پہ آپ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہے ہیں۔ تبصرہ: اس روایت کی سند میں **بقیہ بن ولید** کی تدلیس تسویہ ہے، یہ کوئی عام تدلیس نہیں ہے بلکہ تدلیس کی سب سے بری قسم ہے، **بقیہ بن ولید** امام اعمش رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ کی تدلیس سے بھی بری تدلیس کرتے ہیں۔

10: دسویں روایت: صفحہ نمبر 10 پر لکھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے صفین کے مقتولین کے بارے میں فرمایا کہ ہمارے اور ان کے مقتولین اور ان کے مقتولین جنت میں ہونگے اور معاملہ میرے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان قیامت کے دن حل ہوگا۔ تبصرہ: علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اس سند میں) **یزید بن الاصم** کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے متصل روایت نہیں ہوتی، ان کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے، منقطع روایت ہے۔

11: گیارہویں روایت: صفحہ 20 پر حدیث نمبر 41 کے تحت، جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک گھوڑ سوار نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ہر ابھلا کہا تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے بد دعا کی تو وہ آدمی گھوڑے سے گر کر مر گیا۔

تبصرہ: 1: اس کی سند میں **سفیان بن عیینہ** رحمہ اللہ مدلس ہیں اور سماع کی تصریح نہیں ہے۔

2: **اسماعیل بن ابی خالد** بھی مدلس ہیں اور انہوں نے بھی سماع کی صراحت نہیں کی۔

12: بارہویں روایت: صفحہ 31 پر عبید اللہ بن زیاد کے نختوں میں سانپ گھسنے والا واقعہ موجود ہے۔



تبصرہ: اس روایت کی سند میں **اعمش** رحمۃ اللہ علیہ مدلس ہے اور سماع کی تصریح نہیں ہے، جبکہ آپ اپنی کئی ایک ویڈیوز میں یہ بات کہہ چکے ہیں کہ اعمش کی عن والی روایت پکی ضعیف ہوتی ہے۔

بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو آپ نے پمفلٹ کے شروع میں صحیح الاسناد لکھا ہے یہ آپ کی غلط بیانی ہے، آپ کو اس سے توبہ کرنی چاہیے اور ساری ضعیف روایتیں نکال دینی چاہیں۔

## امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ پر الزام :

کہتے ہیں کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے اکثر علما کو جو محدثین تھے انہیں جاہل کہا کہ انہوں نے سند نقل کر کے ضعیف روایتیں پیش کی ہیں۔

تبصرہ: یہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ پر صریح بہتان ہے، ایک محدث وہ ہے کہ جو کتاب کے شروع میں صحیح کا ٹیگ لگائے اور پھر وہاں صحیح روایت ہی پیش کرے جیسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح مسلم۔۔ لیکن ایک محدث صحیح کا ٹیگ ہی نہیں لگاتا خواہ وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی کیوں نہ ہوں جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الادب المفرد ہے اس میں کئی ایک ضعیف روایات ہیں تو گویا آپ کے بقول امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جاہل کہا ہے؟

اور مرزا صاحب کے لیے ایٹنی وینیم یہ ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب التمیز میں کچھ روایتیں ایسی ہیں کہ جو ضعیف ہیں اور ان کو بیان کرنے والے بھی امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ خود ہیں، اگر باسند روایات نقل کرنا امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جہالت ہوتا تو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ خود تو نہ جاہل بنتے۔

## امام مسلم کی کتاب "التمیز" سے چند ضعیف روایات کی مثالیں؛

1: التمیز روایت نمبر 14 کی سند میں **سفیان بن عیینہ** رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس ہے اور وہاں سماع کی تصریح بھی نہیں ہے۔

2: اسی طرح روایت نمبر 17 میں **سفیان ثوری** رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

لیکچر نمبر 3: دین میں سند کی اہمیت اور انجینئر صاحب کی دوغلی پالیسی

3: روایت نمبر 18 میں بھی سفیان رحمہ اللہ مدلس ہیں اور عن سے بیان کر رہے ہیں۔

4: روایت نمبر 39 میں شریک بن عبد اللہ القاضی مختلط ہو گئے تھے اور مدلس ہیں اور آگے بھی ابو اسحاق السبئی مدلس سے

ہی بیان کر رہے ہیں لیکن سماع کی تصریح نہیں کی۔

لہذا یہ آپ نے امام مسلم رحمہ اللہ پر جھوٹ باندھا ہے کہ انہوں نے باسند روایات نقل کرنے والے محدثین کو جاہل کہا

ہے، آپ نے امام مسلم رحمہ اللہ پر بہتان باندھا ہے۔ اللہ آپ کو ہدایت نصیب فرمائے۔